جلد ۲۳ | ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۴ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے

فرمایا " یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے۔ جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے " (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء)

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کے بخار میں جو تدریجاً کمی آ رہی تھی۔ وہ تین روز سے رک گئی ہے۔ گزشتہ دو دونوں میں درجہ حرارت صبح ۹۸.۴ اور شام ۱۰۰ کے قریب رہتا ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل صحت عطا فرمائے۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ کچھ عرصہ کے لئے شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں ان کا پتہ۔ منصور سدن Fairy Lea ہوگا۔ تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کی ادائیگی کے متعلق جو خط و کتابت ضروری ہو۔ احباب مندرجہ بالا پتہ پر کر سکتے ہیں۔

مقدمات کے ضروری حالات

احراری حملہ آور کے خلاف مقدمہ

حنیفا احراری کے خلاف جس نے ۸ جولائی کو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ سرکار کی طرف سے زیر دفعہ ۳۲۳ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت کے لئے ۲۲ اگست ۳۵ء تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ گواہان استغاثہ کے نام سمن جاری ہو چکے ہیں۔ اور اس تاریخ پر استغاثہ کی شہادت ہوگی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بھی ۲۲ تاریخ بطور گواہ پیش ہوں گے۔ یہ مقدمہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گورداسپور کی عدالت میں چل رہا ہے ؛

مقدمہ زیر دفعہ ۳۲۳ کی سماعت

مقدمہ عبدالسلام احراری بنام چودھری ظہور احمد صاحب وغیرہ ۱۳ اگست کو میاں بدرمحی الدین صاحب مجسٹریٹ بٹالہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ چونکہ ملزمین نے ہائیکورٹ میں انتقالِ مقدمہ کی درخواست دی ہوئی ہے۔ اس لئے صرف گواہان صفائی کی فہرست لے کر مقدمہ ۲۸ اگست پر ملتوی کر دیا گیا۔ گواہان صفائی کے نام سمن جاری ہو گئے ہیں اور اگر اس تاریخ تک ہائی کورٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ تو ۲۸ اگست کو صفائی کی شہادت شروع ہو جائے گی۔

عیدگاہ والا کیس

عیدگاہ والا کیس جو چھ احمدیوں اور چار احراریوں کے خلاف چل رہا ہے ۱۳ کو مجسٹریٹ صاحب علاقہ بٹالہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ ملزمین نے ہائی کورٹ میں انتقال مقدمہ کی درخواست دی ہوئی ہے۔ اس لئے آئندہ ۹ ستمبر پر کارروائی ملتوی کر دی گئی۔

احرار اور حکومت

معلوم ہوا ہے مسٹر گوردت کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جو فیصلہ دیا تھا۔ حکومت نے اس کے صرف اس حصہ کے متعلق جس میں حکومت کے خلاف نکتہ چینی کی گئی ہے ہائیکورٹ ہیں نگرانی دائر کی ہے ؛

حکومت کی طرف سے احراریوں کی کھلم کھلا حمایت

آج قادیان کے بازاروں میں احراریوں کے متعلق دو اشتہارات لگے ہوئے تھے جن میں سے ایک کا عنوان "احراریوں کے پے در پے ڈرامے" تھا۔ جسے میاں محمد رفیق صاحب ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا مجلس اتحاد و ترقی لاہور نے شائع کیا۔ اور دوسرے کا عنوان "مسجد شہید گنج اور مسلمانوں کا فرض" تھا۔ اور شائع کرنے والے کا نام سکرٹری انجمن خدام المسلمین لاہور لکھا تھا۔

معلوم ہوا ہے کہ قادیان کی مقامی پولیس نے دیواروں سے ان اشتہارات کو اتروایا اور پولیس کے آدمیوں نے پانی ڈال ڈال کر انہیں اتارا۔ معلوم ہوتا ہے۔ حکومت کھلم کھلا احراریوں کی طرفداری پر اتر آئی ہے۔ اور وہ یہ گوارا نہیں کرتی۔ کہ احراریوں کے متعلق مسلمانوں کو جو شکایات ہیں۔ ان کا اظہار کریں۔ اس کے مقابلہ میں احراریوں کو اس نے کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ جس کے خلاف جو چاہیں شائع کریں۔ اور گندے سے گندے الزام دوسروں پر لگاتے رہیں۔ ایک ظالم جفا پیشہ اور فریب کار ٹولی کی حمایت جہاں حکومت کو مہنگی پڑے گی۔ وہاں احرار کے تابوت کے لئے بھی آخری کیل ثابت ہوگی۔ کیونکہ حکومت کی یہ حمایت اس لئے ہے۔ کہ وہ احراریوں کو آلہ کار بنا کر مسلمانوں کے ساتھ جو چاہے سلوک کرتی رہے۔ اور انہیں کچھ کہنے کی اجازت نہ دے۔

ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعتوں کو ضروری اطلاع

شہر سیال کوٹ کے تمام بالغ افراد ماسوائے ملازم پیشہ اور پنشنرز کے نیشنل لیگ میں شامل ہو چکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ نیشنل لیگ سیال کوٹ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ضلع سیال کوٹ کی تمام جماعتوں کے امراء اور سکرٹری صاحبان بروز ہفتہ ۲۴ اگست کو نماز مغرب تک پریذیڈنٹ نیشنل لیگ سیالکوٹ کے مکان پر پہنچ جائیں۔ تاکہ ڈسٹرکٹ لیگ سیالکوٹ قائم کی جائے۔ چونکہ یہ نہایت اہم معاملہ ہے۔ اس لئے ہر جماعت ضلع سیالکوٹ کے نمائندے شامل ہونے کی کوشش کریں ؛

خاکسار۔ شاہ نواز وکیل پریذیڈنٹ نیشنل لیگ سیالکوٹ کچہری روڈ متصل ٹی پوسٹ آفس سیالکوٹ

ضلع لدھیانہ کے احمدی احباب فوری توجہ فرمائیں

امید کی جاتی ہے۔ کہ اس وقت تک ضلع لدھیانہ کا ہر احمدی ماسوائے ملازمین سرکار نیشنل لیگ کا ممبر بن چکا ہوگا۔ اگر کہیں ایسا نہیں ہوا۔ تو احباب فوراً نیشنل لیگ کے ممبر بن کر اور عہدہ داروں کا انتخاب کرکے جملہ ممبران نیشنل لیگ کی فہرست ڈسٹرکٹ نیشنل لیگ لدھیانہ کے سکرٹری کو بھیج دیں۔ تاکہ آل انڈیا نیشنل لیگ کو اطلاع دی جائے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر فہرستیں مکمل ہو کر پہنچ جانی چاہئیں

خاکسار۔ قاضی محمد شریف سکرٹری ڈسٹرکٹ نیشنل لیگ محلہ صوفیاں لدھیانہ

قابلِ توجہ انجمنہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ

جملہ اراکین جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی خدمت میں ضروری گزارش ہے۔ کہ جن جماعتوں میں نیشنل لیگ قائم نہیں۔ قائم فرمائیں۔ اور اس کے عہدہ داران مقرر کرکے مجھے اطلاع دیں۔ اور لیگ کے فنڈ کے لئے ممبران سے ماہوار چندہ کا انتظام بھی کریں۔ اور تمام کارروائی مرکزی لیگ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی ہدایت کے بموجب نیشنل لیگ گوجرانوالہ کے زیر نگرانی کریں۔ لہٰذا جہاں لیگ قائم ہے۔ وہاں اپنا مکمل انتظام کرکے اطلاع دیں۔ اور جہاں قائم نہیں۔ وہاں قیام کا انتظام فرمائیں ؛ خاکسار عبدالستار پلیڈر سکرٹری نیشنل لیگ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ

نیشنل لیگ کے متعلق ضروری ہدایات اور لائحہ عمل

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ر اگست ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

میں نے گزشتہ خطبۂ جمعہ میں نیشنل لیگ کے متعلق کچھ قواعد بیان کئے تھے۔ اور بتایا تھا کہ اُسے اس اس رنگ میں کام کرنا چاہیئے۔ آج میں ایک اور نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ بلکہ

دو نصیحتیں

ہیں۔ ایک تو یہ کہ موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے نیشنل لیگ کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کے ممبر صرف وُہی احمدی بنیں۔ جو آج سے دو سال پہلے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہوں۔ کیونکہ ہمیشہ مخالف کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وُہ ایسے لوگوں کو داخل کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ جو اس کی خواہشات کے مطابق بنے بنائے کام کو خراب کر دیں۔ یا حالات سے اسے واقف رکھیں۔ یہاں گزشتہ ایام میں کئی واقعات ایسے ہُوئے ہیں۔ کہ بعض لوگ بیعت کرنے کے نام سے آئے۔ مگر دراصل ان کی نیت

قتل کرنا۔ یا خون بہانا

تھی۔ یا بعض نے بیعت کا خط بھیجا۔ اور بعد میں بیعت سے انکار کر دیا۔ اور جماعت کو بدنام کیا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ بلکہ قتل کی نیت سے شامل ہونے والوں کی نسبت یہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ کہ بعض لوگ اس لئے احمدی ہوں۔ کہ تا وُہ نیشنل لیگ میں شامل ہو کر اس کے کام کو خراب کر دیں۔ یا کم از کم نیشنل لیگ کے حالات کی دشمن کے پاس رپورٹ کریں۔ اس خطرہ سے محفوظ رہنے کا

آسان ترین طریق

یہ ہے۔ کہ صرف اس احمدی کو نیشنل لیگ میں شامل کیا جائے۔ جو دو سال پہلے کا احمدی ہو۔ جسے دو سال سے قلیل عرصہ احمدیت میں شامل ہونے پر ہُوا ہو۔ اسے نیشنل لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے۔ کہ نیشنل لیگ والے یہ ایک عام قاعدہ بنا دیں۔ کہ صرف وہی لوگ اس کے ممبر بن سکتے ہیں۔ جو ۱۹۳۳ء سے پہلے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہُوئے ہوں۔ جو ۱۹۳۳ء یا اس کے بعد سلسلہ میں داخل ہُوئے ہوں۔ انہیں بلا خاص اجازت کے اس میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح عام قاعدہ بنا دینے سے یہ سوال مٹ جائیگا جو اس قاعدہ کے نہ ہونے کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ زید کو کیوں ممبر بنا لیا گیا۔ اور بکر کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ پس نیشنل لیگ والے یہ

ایک عام قانون

بنا دیں۔ کہ دو سال سے پہلے کے احمدیوں کو تو ہم لے لیں گے۔ مگر ان احمدیوں کو ہم اپنے اندر شامل نہیں کریں گے۔ جو حال ہی میں احمدی ہوئے ہیں یا جن کی احمدیت پر دو سال کا عرصہ نہیں گزرا۔ یہاں تک کہ اتنا عرصہ کسی کی احمدیت پر گزر جائے۔ کہ معلوم ہو جائے اب اس کی احمدیت میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ اور اسے اب اپنے اندر شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ چونکہ تم نے قانون شکنی نہیں کرنی۔ یا کوئی

خفیہ سوسائٹی

نہیں بنانی۔ اس لئے ایسے لوگوں کو ممبر بنا لینے میں کیا حرج ہے۔ نیک سے نیک کام میں بھی روکاوٹیں ڈالی جا سکتی ہیں۔ اور اچھے سے اچھے کام میں بھی دُشمن رخنہ پیدا کر سکتا ہے۔ خواہ کیسے ہی تم آئین کے پابند ہو۔ تمہاری ممبریوں کو ایسے شخص حاصل کر کے جن کی نیت فتنہ و فساد اور کام کو خراب کرنا ہو یہ کر سکتے ہیں۔ کہ جہاں کوئی اچھا اور قابل کارکن ہُوا اس کی پریزیڈنٹی کی مخالفت شروع کر دی۔ اور نکمے اور فضول لوگوں کو کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ تا کہ کام خراب ہو جائے۔ تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ اس کوشش سے احرار اور ان کے ساتھیوں کو کتنا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ پس یہ

بے سمجھی کی بات

ہوتی ہے۔ کہ انسان خیال کرے۔ چونکہ ہمارا کام ہر قسم کے اعتراضات سے بالا ہے۔ اس لئے کسی دشمن کے اس میں شامل ہونے میں کیا حرج ہے۔ پھر بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ چونکہ ہم نے

قانون شکنی

نہیں کرنی۔ اس لئے کسی احتیاط کی ہمیں کیا ضرورت ہے جیسے کسی نے کہا ہے

تو پاک باش برادر مترا از محاسبہ چہ باک

یعنی اے بھائی تو پاک ہو جا۔ پھر تجھے محاسبہ کا کوئی ڈر نہیں۔ پاک سے پاک اور جائز سے جائز بات میں بھی بسا اوقات غیر جنس کا آدمی اگر شامل ہو جائے۔ تو اس کام کو نقصان پہونچ جاتا ہے۔ تجارت کتنی اعلےٰ چیز ہے۔ اور

قوموں کی ترقی کے لئے

کس قدر ضروری سمجھی گئی ہے۔ مگر اس میں بھی راز رکھے جاتے ہیں۔ اور اگر وُہ راز بتا دیئے جائیں۔ تو تجارت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تاجر کبھی نہیں بتائے گا۔ کہ وُہ سستا سودا کہاں سے خریدتا ہے۔ کیونکہ اگر وُہ یہ بتا دے۔ تو اس کا ہمسایہ سوداگر بھی وہاں سے سودا خرید لائے۔ اور اس طرح اس کا مقابلہ کرنے لگے۔ اسی طرح تاجر کبھی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا۔ کہ وُہ اعلےٰ درجہ کی چیز کہاں سے خریدتا ہے۔ کیونکہ اگر وُہ بتا دے۔ تو دُوسرا تاجر بھی وہاں سے اعلےٰ چیزیں خرید لائے گا۔ اور اس کی تجارت کو نقصان پہونچ جائے گا۔

مجھے یاد ہے۔ میں ایک دفعہ لاہور گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زمانہ تھا۔ وہاں ہمارے ایک دوست تاجر ہیں جو بائیسکلوں کی

تجارت کرتے ہیں۔ میں کسی کام کے لئے ان کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ باتیں کرتے ہوئے ان کے پاس ایک تار پہنچا۔ انہوں نے جونہی اسے کھولا اور پڑھا۔ معاً کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ آپ اجازت دیں۔ تو میں دس منٹ کے لئے باہر جانا چاہتا ہوں یہ کہتے ہی وہ بائیسکل پر سوار ہوئے۔ اور دیوانہ وار اسے دوڑاتے ہوئے چلے گئے میں حیران ہؤا۔ کہ یہ کیسا تار آیا ہے۔ جس نے انہیں اس قدر بے تاب کر دیا۔ آخر بیس پچیس منٹ کے بعد وہ آئے۔ اور کہنے لگے میں ایک منٹ لیٹ پہنچا۔ ورنہ آج مجھے سینکڑوں کا نفع ہو جاتا۔ میں نے پوچھا بات کیا ہوئی۔ انہوں نے کہا مجھے تار پہنچا تھا۔ کہ ڈن لوپ کے بائیسکلوں کے ٹائروں کا بھاؤ مہنگا ہو گیا ہے۔ مال روڈ پر ٹائروں کی ایک دوکان تھی۔ میں وہاں پہنچا۔ اور اگر میں اس سے ٹائروں کا سودا کر لیتا۔ تو آج کئی سو کا مجھے نفع ہو جاتا۔ کیونکہ میں نے یہ اندازہ کیا تھا۔ کہ اس کے پاس تار میرے بعد ہی پہنچے گا۔ اور چونکہ تار والے نے راستہ میں اور بھی تار دینے تھے اس لئے میں اس خیال میں رہا۔ کہ اس کے پاس تار پہنچنے وقت تک میں اس سے سودا کر چکوں گا۔ اور جب بعد میں اسے تار پہنچ گیا تو میں کہوں گا کہ میرے سودے پر اس بھاؤ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب میں وہاں پہنچا۔ اور ٹائروں کے متعلق میں نے سودا کرنا شروع کیا۔ تو اسی وقت تار بھی پہنچ گیا۔ اور اس طرح میرا سودا رہ گیا۔ یہ کتنا جائز مقابلہ ہے۔ مگر اس میں بھی راز سے پہلے واقف ہو جانے کی وجہ سے ایک شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور دوسرا نقصان اٹھا سکتا ہے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ چونکہ تم نے

جائز ذرائع سے

کام لینا ہے۔ اس لئے دشمن بے شک تم میں شامل ہو جائے۔ تمہارے لئے بہر حال احتیاط ضروری ہے۔ کیونکہ دشمن تمہارے عہدوں میں خرابی پیدا کر سکتا ہے۔ تمہارے طریق کار کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور تمہارے رازوں کو دشمن تک پہنچا کر تمہاری سکیموں کو باطل کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ قانون بنا دو کہ ۱۹۳۴ء سے پہلے کے احمدی نیشنل لیگ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بعد کے احمدی بغیر خاص اجازت کے داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ میری مراد نہیں۔ کہ پہلے احمدیوں کو حق کے طور پر داخل ہونے کی اجازت دو۔ ان میں بھی چھان بین کرو۔ لیکن پہلوں کے لئے قانون اجازت کا ہو استثنائی روک ہو۔ اور بعد والوں کے لئے قانون روک کا ہو۔ اور اجازت استثنائی ہو۔

پھر

ایک اور بات

یہ بھی یاد رکھو کہ اب جبکہ تم نے ایک نظام قائم کیا ہے۔ لوکل جماعتوں کا یہ اختیار نہیں رہا کہ وہ آپ ہی آپ ایک پروگرام تجویز کر کے اس کے مطابق کام کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ جب کوئی مرکزی انجمن بن جائے۔ تو لوکل جماعتوں کا کام اس کے بنائے ہوئے پروگرام کو جاری کرنا ہوتا ہے۔ یہ اجازت نہیں ہوتی۔ کہ خود بخود ایک پروگرام تجویز کر کے اس کے مطابق کام کرنے لگ جائیں۔ اس طرح کام کو ضعف پہنچتا اور اتحاد میں رخنہ واقع ہوتا ہے۔ مجھے اس نصیحت کی اس لئے ضرورت پیش آئی۔ کہ میں نے "الفضل" میں یہاں کی نیشنل لیگ کے ایک جلسہ کی رپورٹ پڑھی ہے۔ مجھے مقررین کی تقریروں سے یہ معلوم ہؤا ہے۔ کہ وہ اپنے لئے خود ایک پروگرام تجویز کر رہے ہیں۔ جو کسی طرح درست نہیں اگر باہر کی جماعتوں نے بھی اسی طرح

پراگندگی اور تشتت کا نمونہ

دکھایا۔ تو ڈر ہے کہ تمہارے کام کو نقصان پہنچ جائے۔ پس مجھے یہاں کی نیشنل لیگ کے فعل سے اس اختلاف کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ جو ہمیشہ طاقتوں کو توڑ دیا کرتا ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ لوکل انجمنوں کو اب اس بات کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کہ مرکزی انجمن ان کے لئے کیا پروگرام تجویز کرتی ہے۔ اور جب مرکزی انجمن انکے لئے ایک پروگرام تجویز کر دے۔ تو پھر لوکل انجمنوں کا یہ کام نہیں کہ وہ سست ہو جائیں۔ اور انہیں چٹھیوں پر چٹھیاں لکھ کر ہوشیار کرنا پڑے۔ بلکہ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ

مستعدی اور ہوشیاری

کے ساتھ اس پروگرام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔

مجھے آج ہی اطلاع دی گئی ہے۔ کہ قادیان سے نیشنل لیگ کے لئے دو سو والنٹیئرز اور ساڑھے آٹھ سو کے قریب ممبر مہیا ہو گئے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر پوری طرح کوشش کی جائے۔ تو

ڈیڑھ ہزار کے قریب ممبر

صرف قادیان اور ملحقہ دیہات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر سارے ضلع گورداسپور میں کوشش کی جائے۔ تو دو تین ہزار کے قریب ممبر ہو سکتے ہیں۔ مجھے اگرچہ اس بات کی خوشی ہے کہ قادیان سے ایک کافی تعداد نیشنل لیگ کی ممبر بن چکی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ پھر بھی یہاں کے لوگوں کو نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ ابھی ایسے لوگ قادیان میں موجود ہیں جو نیشنل لیگ کے ممبر نہیں بنے۔ اور اگر نیشنل لیگ کے کارکن کوشش کریں۔ تو وہ بھی ممبری کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ دراصل کئی لوگ اپنے آپکو چودہری سمجھا کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں۔ کہ انہیں بار بار توجہ دلائی جائے۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے وہ بڑے ہو جاتے ہیں۔ یا بڑے خاندانوں سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ان میں یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ کوئی ان کے پاس آئے۔ اور انہیں شامل ہونے کے لئے کہے۔ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اور مخلص بھی۔ لیکن بہر حال اگر کارکن ان کے پاس پہنچیں۔ تو تعداد میں بھی ترقی ہو سکتی ہے۔ اور ان میں سے اچھے کارکن بھی مل سکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب بیمار تھے۔ تو بعض دفعہ آپ کا جی چاہتا کہ تنہائی حاصل ہو۔ اور لوگ چلے جائیں۔ اس پر آپ اپنے ارد گرد بیٹھنے والوں سے فرماتے۔ دوست اب تشریف لے جائیں۔ آپ کے اس کہنے پر نصف یا تہائی کے قریب لوگ چلے جاتے اور باقی بیٹھے رہتے۔ پانچ دس منٹ اور انتظار کرنے کے بعد جب آپ کی طبیعت پھر سکون اور آرام چاہتی تو آپ فرماتے۔ دوست اب تشریف لے جائیں۔ اس پر پھر کچھ لوگ چلے جاتے۔ اور کچھ بیٹھے رہتے میرا بارہا کا تجربہ ہے۔ اور میں نے بارہا سنا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ پھر کچھ انتظار کرنے کے بعد فرماتے۔ اب

چودہری بھی چلے جائیں

جس کا مطلب یہ ہوتا کہ میں نے کہا تھا چلے جاؤ مگر ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ حکم ان کے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہے۔ گویا وہ اپنے آپ کو چودہری سمجھتے ہیں۔ پس اس نقص کے ازالہ کے لئے آپ فرماتے۔ کہ اب چودہری بھی چلے جائیں۔ چودہری کا لفظ سن کر وہ بھی چلے جاتے۔ ممکن ہے کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو۔ کہ میں بھی تو آخر حضرت خلیفہ اول کے حکم کے باوجود وہیں بیٹھا رہتا ہوں گا۔ تبھی تو مجھے حضرت خلیفہ اول کے یہ الفاظ سننے کا موقعہ ملا۔ اس کے لئے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جب بھی میری موجودگی میں اٹھنے کے لئے کہتے تھے۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مجھے خود بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اس سے تم مراد نہیں تم بیٹھے رہو۔ اور اس طرح اس نظارہ کے دیکھنے کا مجھے موقعہ مل جاتا تھا۔ تو اس قسم کے کچھ چودہری بھی ہوتے ہیں۔ جو اس بات کی خواہش رکھتے ہیں۔ کہ متواتر ان کے پاس پہنچ کر انہیں شامل ہونے کے لئے کہا جائے۔ یہ سارے کے سارے بُرے نہیں ہوتے۔ کچھ منافق بھی ہوتے ہیں۔ مگر اکثر

نیک اور مخلص

ہوتے ہیں۔ البتہ ان کو اس بات کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی انہیں شامل ہونے کے لئے کہے تب شامل ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ایسے پایہ کے آدمی ہیں۔ کہ اگر کوئی ہمیں شامل ہونے کی تحریک کرے گا۔ تو شامل ہونگے ورنہ نہیں ہونگے یہ کمزوری ہے۔ مگر جہاں ایک کمزوری ان میں ہوتی ہے۔ وہاں بیسیوں خوبیاں بھی ان میں ہوتی ہیں پس اگر عمدگی سے نیشنل لیگ کوشش کرے تو قادیان اور ارد گرد کے مواضعات کو ملا کر ۱۵۰۰ کے قریب نیشنل لیگ کے ممبر ہو سکتے۔ اور سارے ضلع سے تین ہزار کے قریب ممبر حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن بہر حال اگر دو یا تین ہزار کے درمیان کوئی تعداد بھی ممبروں کی ہو۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ نیشنل لیگ نے کامیاب کوشش کی۔ اور اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ باقی ضلعوں سے بھی نصف کے قریب اور ممبر درکار ہوں گے جب یہ تعداد پوری ہو جائیگی۔ تو اس کے بعد نیشنل لیگ کو وسیع اختیارات دیئے جائیں گے۔ اور زیادہ ذمہ واری کے کام اس کے سپرد کئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں بعض

ہوشیار پور سیالکوٹ اور گورداسپور

تینوں ضلعے ملکر پانچ ہزار ممبر نیشنل لیگ کو دے سکتے ہیں۔ یہ دو نصیحتیں ہیں۔ جو اس وقت میں نیشنل لیگ کے کارکنان کو کرنی چاہتا ہوں۔

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ نیشنل لیگ کو جب اختیارات دیئے جائیں۔ تو یہی چیزیں جو اس کے پروگرام میں شامل ہونی چاہئیں۔ وہ

تین کام

ہیں۔ جو آگے چل کر بتاؤں گا۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی کام نظر آئے تو وہ کرے۔ لیکن ہمیشہ اس اصل کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ زیادہ کاموں پر ہاتھ ڈالنا کام کو خراب کر دیا کرتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہی کام لے جو آسانی سے کر سکے۔ ہاں جب وہ کام ختم ہو جائے۔ تو اور کام شروع کرے۔ پھر نیشنل لیگ والے سیاسی طور پر جب دوسری جماعتوں سے تعلق پیدا کریں گے۔ تو انہیں کئی پروگرام دوسری جماعتوں کے بھی مدنظر رکھنے پڑیں گے۔ مثلاً فرض کرو۔

کانگرس کا نیشنل لیگ سے اتحاد

ہو جاتا ہے۔ نیشنل لیگ قانون شکنی سے انکار کر سکتی ہے۔ مگر کانگرس اس سے یہ تقاضا کر سکتی ہے۔ کہ دیہات سدھار کے کام میں اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ تو پھر اس کام کو بھی اپنے پروگرام میں اسے شامل کرنا پڑے گا یا اور کسی قوم کے ساتھ نیشنل لیگ کا اتحاد ہو جاتا ہے۔ اور وہ کوئی اور پروگرام اس کے سامنے پیش کرتی ہے۔ تو اس پروگرام کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہو گا۔ غرض چونکہ نیشنل لیگ کو دوسری انجمنوں کے کئی پروگرام بھی اپنے پروگرام میں شامل کرنے پڑیں گے۔ اس لئے اور بھی زیادہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ

نیشنل لیگ کا موجودہ پروگرام

نہایت مختصر ہو۔

مجھے ایک صوبہ کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ نیشنل لیگ اگر وہاں کام کرے۔ تو بہت بڑی طاقت بن سکتی ہے۔ کیونکہ وہاں کی موجودہ پارٹیاں انتہا پسند ہیں۔ اور مختلف پارٹیاں اپنے درمیان وسیع خلیج رکھتی ہیں۔ یعنی یا تو لوگ

گورنمنٹ کے خلاف

ہیں۔ اور اتنے انتہا پسند ہیں۔ کہ قتل وغارت کے سوا انہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور یا اتنے خوشامدی ہیں۔ کہ سوائے خوشامد کے وہ کوئی کام ہی نہیں جانتے۔ درمیانی طبقہ جو ایک طرف شرافت اور پیار سے ملک کی خدمت کرنا چاہے۔ اور دوسری طرف حکومت پر خواہ مخواہ حملہ نہ کرے۔ بہت ہی کمزور اور دبا ہوا ہے۔ اس دوست نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ اگر ہم کوشش کریں۔ تو دوسری اقوام کے لوگ بھی شامل کر کے

بہت بڑے کام کی بنیاد

رکھی جا سکتی ہے۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے مجھ سے اجازت منگوائی ہے۔ مگر اب چونکہ مرکزی لیگ کو اختیارات دیئے جا چکے ہیں۔ اس لئے اصولاً وہ جو کام بھی کرنا چاہیں اس کے متعلق انہیں مرکزی نیشنل لیگ سے خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ میرے گذشتہ خطبات کو پڑھتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ نیشنل لیگ کی بنیاد رکھتے ہوئے میں نے تجویز کی تھی۔ کہ اس لیگ کو دنیا کی اور اقوام اور انجمنوں سے مل کر کام کرنا چاہیئے۔ بلکہ میں نے تو تحریک کی تھی۔ کہ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ان حدود کے اندر رہتے ہوئے جن سے باہر کسی

مومن کا قدم

نہیں نکل سکتا۔ ہر قسم کے حقوق کے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔ پس اس بات کا اعلان میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ اور اس لئے کہ تا کسی کے دل میں شبہ نہ رہے اب پھر اس اعلان کو دہرا دیتا ہوں۔ کہ نیشنل لیگ کی بنیاد رکھتے ہی میں نے تجویز کی تھی۔ کہ یہ لیگ دوسری انجمنوں سے مل کر بھی کام کر سکتی ہے۔ بلکہ اسے اپنے ممبروں میں دوسرے مسلمانوں یا دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ کئی

سیاسی اور تمدنی کام

ایسے ہو سکتے ہیں۔ جن کا کسی خاص مذہب کے ساتھ تعلق نہیں۔ بلکہ ہر مذہب کے لوگ ان کاموں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مثلاً غریبوں کی ترقی۔ زمینداروں اور پیشہ وروں کی ترقی۔ مسکینوں یتیموں اور غریبوں کی ترقی کے لئے کوشش کرنا کس مذہب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے؟ ایک سکھ ایک ہندو ایک عیسائی اور ایک یہودی غریب۔ مزدور۔ پیشہ ور یا یتیم و مسکین کے ساتھ ہماری ویسی ہی ہمدردی ہونی چاہیئے۔ جیسے ایک احمدی کے ساتھ۔ ہم اس لئے ایک یتیم کی مدد نہیں کرتے کہ وہ احمدی ہے۔ بلکہ اس لئے مدد کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس کے لئے جو سہارا بنایا تھا۔ وہ اٹھ گیا۔ اور اب باقی لوگوں کا فرض ہے۔ کہ اس کی مدد کریں۔ بیشک

الاقرب فالاقرب

کا قانون دنیا میں جاری ہے۔ اور جو یتیم دیکھو ہماری نگاہ کے سامنے ہو۔ اس کی ہم پہلے مدد کرتے ہیں۔ اور دوسرے کی بعد میں۔ لیکن ہم دوسرے کی مدد کرنے سے بعض دفعہ اس لئے رہ جاتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس جو طاقت یا روپیہ ہوتا ہے۔ وہ قریب کے یتامیٰ و غرباء پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور باقیوں کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں بچتا۔ ورنہ اگر ہمارے پاس طاقت ہو۔ تو ہم کسی کے ساتھ فرق نہ کریں۔ اور ایک ہندو یتیم۔ ایک سکھ یتیم اور ایک مسلمان یتیم میں کوئی امتیاز نہ کریں۔ تو تمدنی اور سیاسی معاملات ایسے ہیں۔ کہ مذاہب کے اختلاف کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پس جن جن لوگوں کو یہ شبہ ہو۔ کہ یہ لیگ صرف جماعت کے لئے ہے۔ انہیں یہ شبہ اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ لیگ کو نہ صرف اپنا

دائرہ عمل وسیع کرنے کی ضرورت

ہے۔ بلکہ وسیع کرنا اس کے لئے مفید اور ضروری ہے۔

اس کے بعد میں وہ تین باتیں بتاتا ہوں۔ جو میرے نزدیک نیشنل لیگ کو اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہئیں۔

سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو

اپنے خون کا آخری قطرہ

تک بہا دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ کی ہتک ہے۔ متواتر سلسلہ احمدیہ کی ہتک کی جا رہی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حکام کو اس کے دور کرنے کی طرف وہ توجہ نہیں۔ جو ہونی چاہیئے۔ نہ وہ فرض ادا کر رہی ہے۔ جو حکومت کے لحاظ سے اس پر عائد ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حکومت پنجاب نے اب تک ۹ کے قریب یا ممکن ہے۔ ایک دو زیادہ پمفلٹ ضبط کئے ہیں۔ جن میں سلسلہ احمدیہ پر حملے کئے گئے تھے۔ مگر نو دس یا گیارہ

پمفلٹوں کو ضبط کر لینا

ہرگز یہ بات ثابت نہیں کرتا۔ کہ گورنمنٹ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ کیونکہ ضبط ہونے والے پمفلٹ تو نو دس ہیں۔ اور وہ ٹریکٹ رسالہ جات اور اشتہارات جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ گندی گالیاں دی جاتی ہیں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور گورنمنٹ ان کے متعلق کوئی نوٹس نہیں لیتی۔ اگر سو قاتلوں میں سے نو یا دس قاتلوں کو گورنمنٹ سزا دے دیتی ہے۔ تو ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ گورنمنٹ نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا۔ کیونکہ اگر اسے سو قاتلوں کا علم ہے۔ تو جب تک وہ ہر ایک قاتل کو سزا نہیں دے لیتی۔ وہ اپنے فرائض کو ادا کرنے والی نہیں سمجھی جا سکتی۔ اسی طرح گورنمنٹ کا ہمارے خلاف سینکڑوں رسالوں اشتہاروں اور کتابوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرنا اور نو دس پمفلٹوں کو ضبط کرنا بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا کرتا ہے۔ کہ یہ نو ضبطیاں بھی محض یہ دکھانے کے لئے ہیں۔ کہ ہم نے احمدیوں کی طرف توجہ کی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ نو دس پمفلٹوں کو تو ضبط کر لیا جائے۔ مگر باقی اخبارات متواتر

گالیوں سے پُر

ہوں۔ اشتہارات گالیوں سے پر ہوں۔ ٹریکٹ اور رسالے گالیوں سے پر ہوں۔ نظمیں ہمارے خلاف پڑھی جاتی ہوں۔ مگر گورنمنٹ ان کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔ اسی ضلع کا ایک آدمی ہے۔ جو اپنی شوخی و شرارت میں اس حد تک بڑھا ہوا ہے۔ کہ اس نے اپنے باپ کو چیلنج کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ مجھے کیا پتہ۔ میں تیرے نطفہ سے ہوں۔ اس کی ایک نظم جو ہمارے خلاف تھی۔ اسکو گورنمنٹ نے ضبط کر لیا۔ مگر وہ برابر اس ضبط شدہ نظم کو جلسوں میں پڑھتا ہے۔ مگر حکومت اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی اگر اسکی نظم کی ضبطی قیام امن کے لئے تھی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ جب کہ جلسوں میں وہ اس نظم کو پڑھتا اور طبائع میں اشتعال پیدا کرتا ہے۔ تو گورنمنٹ اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتی۔ گورنمنٹ کہتی ہے۔ کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے خلاف ۹ پمفلٹوں کو ضبط کیا۔ مگر ہم ان نو کے مقابلہ میں چار سو بلکہ اس سے بھی زیادہ تحریرات اخبارات رسالہ جات اور اشتہارات کی دکھا سکتے ہیں۔ جن میں ایسی گندی گالیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں۔ اور ایسے دلآزار کلمات استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ یقینی طور پر اگر ان گالیوں اور دلآزار کلمات کو ایک غیر متعصب انسان کے سامنے رکھا جائے۔ تو وہ اقرار کرے کہ ان تحریرات میں گالیاں دی گئی ہیں۔ دلائل سے کام نہیں لیا گیا۔ مگر باوجود اس کے حکومت نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ بے شک حکومت نے ایک مقدمہ چلایا ہے۔ مگر ہر انصاف پسند انسان اس مقدمہ کی کارروائی کو دیکھ کر کہے گا۔ کہ وہ مقدمہ اس شخص پر نہیں چلایا گیا۔ بلکہ جماعت احمدیہ پر چلایا گیا تھا۔ کسی

انصاف پسند شخص

کے سامنے میری وہ گواہی رکھ دی جائے جو میں نے عدالت میں دی تھی اور اسی طرح دوسرے کارکنان سلسلہ کی۔ اور دیکھا جائے کہ جو جرح کی گئی ہے۔ اور جس طرح ہمارے دفتری کاغذات منگوا کر پیش کئے گئے ہیں انہیں مدنظر رکھ کر کون ہے جو کہہ سکے۔ کہ مقدمہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلاف تھا۔ پھر اس سارے مقدمہ کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہ کہ اس شخص کو

صرف پندرہ منٹ قید

کی سزا دی گئی۔ اور وہ فخر کرتا ہے اور علی الاعلان کہتا ہے کہ مجھے عدالت کے برخاست ہونے تک ۱۵ منٹ کی جو سزا دی گئی اس میں خود عدالت کو بھی سزا ملی۔ اور وکلاء کو بھی سزا ملی کیونکہ وہ لوگ بھی اس وقت تک بیٹھے رہے۔ جب تک میں بیٹھا رہا اور میں نے خوب ہر ایک کوچ پر بیٹھ بیٹھ کر بجلی کے پنکھوں کے لطف اٹھائے۔ اس کے مقابلہ میں اسی ضلع میں

ایک احمدی

نے ایک کتاب لکھی اور اس میں صرف حوالجات جمع کئے۔ اس پر بھی حکومت نے مقدمہ چلایا اس پر اسے قید کی سزا دی گئی۔ پھر اپیل پر سشن جج مسٹر کھوسلہ نے سزا کو چار سو روپیہ جرمانہ میں تبدیل کر دیا۔ ان دونوں مثالوں کو سامنے رکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ دونوں جماعتوں کے ایک ایک آدمی پر حکومت نے مقدمہ چلا کر وزن برابر کر دیا۔ مگر سوال دو آدمیوں کا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک قوم کے کس قدر آدمیوں نے جرم کیا اور دوسری قوم کے کتنے آدمیوں نے جرم کیا۔ اگر ہمارے مخالفوں میں سے سو آدمی نے جرم کیا اور ایک پر مقدمہ ہوا۔ اور ہمارے ایک آدمی نے جرم کیا اور اس پر مقدمہ کیا گیا۔ تو سمجھا یہ جائے گا۔ کہ حکومت نے دوسروں کے خلاف سو میں سے ایک جرم پر کارروائی کی اور احمدیوں کے سو فی صدی آدمیوں کے خلاف کارروائی کی۔ خود قادیان میں ہی سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی طرح اور لوگوں نے بھی اشتعال انگیز تقریریں کی ہیں۔ اور

نہایت ہی اشتعال انگیز تقریریں

کی ہیں۔ ان میں صریح قتل کی تحریص دلائی جاتی رہی ہے۔ مگر گورنمنٹ نے کوئی مقدمہ نہ چلایا۔ اور نہ کوئی اور کارروائی کی۔ غرض ان ضبط ہونے والے اشتہارات یا پمفلٹوں کے مقابلہ میں درجنوں ایسے اشتہارات اخبارات اور رسائل موجود ہیں جن میں سلسلہ احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہایت ناپاک اور گندے حملے کئے گئے ہیں۔ اور گورنمنٹ ان پر کوئی توجہ نہیں کرتی۔ پس

حکومت کا رویہ

دیکھ کر اگر ہمارے آدمیوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو کہ یہ دس یا گیارہ ضبطیاں بھی محض یہ دکھانے کے لئے تھیں۔ کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ تو میں سمجھتا ہوں اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنمنٹ پر بدظنی نہ کرو۔ مگر اس شبہ کا حقیقی جواب ہمارے پاس کوئی موجود نہیں اور اگر گورنمنٹ کے پاس کوئی دلیل موجود ہو تو ہم اسے خوشی کے ساتھ سننے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے آج تک کبھی کوئی

غیر معقول رویہ

اختیار نہیں کیا۔ اگر گورنمنٹ ثابت کرے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ تو ہم خوشی سے اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ گورنمنٹ ہمارے دلائل کے مقابلہ میں ایسی خاموش ہے کہ گویا مونہہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھی ہے۔ جس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ یا تو گورنمنٹ کے پاس ہمارے شبہات کا جواب نہیں یا گورنمنٹ ہمیں قابل التفات نہیں سمجھتی۔ اور خیال کرتی ہے کہ یہ پرامن لوگ ہیں انہوں نے قانون کو توڑنا نہیں۔ ان کی طرف توجہ کر کے کیوں وقت ضائع کریں۔

اس سلسلہ میں میں

ایک موٹی مثال

پیش کرتا ہوں۔ جس کا جواب میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے سلسلہ کے بعض مخالفین کئی سال سے متواتر یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور ان کی سینکڑوں تحریروں اور تقریروں میں یہ طریق استعمال کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو یہ کہہ کر اشتعال دلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو

کنجنیوں کی اولاد

کہا ہے۔ یہ غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب مسلمانوں کو ایسا کہا ہو۔ ہم نے عدالت میں بھی حوالجات سے ثابت کر دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کے یہ معنے نہیں۔ نیز یہ کہ جن الفاظ پر اعتراض ہے وہ سب مسلمانوں کی نسبت نہیں استعمال کئے گئے بلکہ ان لوگوں کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں۔ جنہوں نے اس سے بہت زیادہ گندے اور ناپاک الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف استعمال کئے تھے۔ جنہوں نے کہا تھا مسیح موعود علیہ السلام دجال ہیں اور فاسق و فاجر ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا کہ احمدیوں کی بیویوں کو طلاق ہو جاتی ہے اور احمدی جماعت دجال کی ذریت ہے۔ ان لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ یہ ذریۃ البغایا ہیں۔ تم ان گالیوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو بعض علماء کہلانے والوں نے دی ہیں۔ کسی شریف آدمی کے سامنے رکھ کر اس سے پوچھ کر دیکھ لو کہ آیا ان لوگوں کو ذریۃ البغایا خواہ یہ لفظ حرامزادہ کے معنے میں ہی کیوں نہ ہو کہنا جائز ہے یا نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سوال کے دو جواب ہونگے۔ ہر شریف آدمی یہی کہے گا کہ یہ لوگ ان الفاظ کے بلکہ ان سے بڑھ کر الفاظ کے مستحق تھے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے احمدیوں کو دجالوں کی اولاد کہا۔ جنہوں نے احمدیوں کی عورتوں کو کنجریاں کہا۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھڑوا قرار دیا۔ اور اسی قسم کی بیسیوں گالیاں دیں۔ ان کے حرامزادہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ باقی رہے

عام مسلمان

یا وہ علماء جنہوں نے ایسا نہیں کیا اور ایسے بہت سے علماء مسلمانوں میں تھے۔ ان کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لفظوں میں کہا ہے۔ کہ ان میں شریف اور نیک لوگ موجود ہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں ہم نے عدالت میں بھی ثابت کر دیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے نکال کر دکھا دیا تھا۔ کہ آپ لکھتے ہیں ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں اعلیٰ درجہ کے شریف لوگ موجود ہیں۔ میں انہیں برا نہیں کہتا۔ میں بعض دفعہ سخت الفاظ ان لوگوں کی تنبیہ کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ جنہوں نے گالیوں میں ابتدا کی۔ اور بکواس میں انتہاء کو پہنچ گئے۔ مگر باوجود اس کے

لوگوں کو جوش دلانے کے لئے

علی الاعلان کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کو حرامزادہ اور ان کی عورتوں کو کتیاں قرار دیا ہے اور بار بار اشتہارات۔ اخبارات اور رسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ درج کر کے شور مچایا جاتا ہے کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو حرامزادہ کہہ دیا۔ اس کے مقابلہ میں

قاضی محمد یوسف صاحب

نے اپنی ایک کتاب میں ثابت کیا کہ شیعوں نے بھی سنیوں کو حرامزادہ کہا ہے۔ تو حکومت نے جھٹ اس کتاب کو ضبط کر لیا۔ اگر دشمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کا حوالہ پیش کر کے روزانہ اخباروں اور رسالوں میں یہ لکھے۔ کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانوں کو حرامزادہ کہہ دیا۔ اور وہ اس بات کو تمام ہندوستان میں مشہور کرے اور جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلائے۔ تو حکومت کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر شیعوں کی نسبت یہی بات ثابت کر دی جائے۔ کہ انہوں نے بھی سنیوں کو حرامزادہ کہا ہے۔ تو وہ کتاب ضبط ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اگر واقعہ میں کسی کتاب کا حوالہ دینا جرم ہے۔ اور کسی کی بات کو دہرانا ایسی حرکت ہے جو قانون کے لحاظ سے قابل گرفت ہے تو حکومت کو چاہیئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالجات کی بنا پر جن جن رسالوں اخباروں اور اشتہاروں میں یہ دہرایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانوں کو حرامزادہ کہہ دیا انہیں ضبط کرتی۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس قسم کے الفاظ سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر فساد پیدا نہیں ہوتا تو کیوں ہمارے سلسلہ کی ایک کتاب ضبط کی گئی

دو باتوں میں سے ایک بات

ضرور ہے۔ یا تو کسی کو حرامزادہ کہنا اشتعال پیدا کرتا ہے یا حرامزادہ کہنے سے اشتعال پیدا نہیں ہوتا اگر حرامزادہ کہنے سے اشتعال پیدا ہوتا ہے تو وہی قانون ہمارے مخالفوں کے متعلق بھی استعمال کرنا چاہیئے جبکہ وہ بار بار یہ کہہ کر لوگوں کو اشتعال دلاتے ہیں

کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو حرامزادہ کہا ہے۔ اور اگر اشتعال پیدا نہیں ہوتا۔ تو حکومت کو ہماری ایک کتاب بھی ضبط نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ البتہ

ایک عذر

کیا جا سکتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو کلمات منسوب کئے جاتے ہیں۔ وہ آپ نے استعمال کئے ہیں۔ مگر شیعوں کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے۔ ان کی کتب میں ایسا نہیں لکھا۔ اگر حکومت کو شک ہے۔ تو اسے مقدمہ چلا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ آیا فی الواقعہ قاضی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ شیعوں کی کتب میں سے لکھا ہے۔ یا جھوٹے طور پر ان پر الزام لگا دیا ہے۔ اگر قاضی صاحب ثابت کر دیں۔ کہ شیعوں کی کتابوں میں بالصراحت لکھا ہے۔ کہ سارے سنی حرامزادے ہیں۔ بلکہ ہر شخص جو غیر شیعہ ہو۔ خواہ ہندو ہو۔ سکھ ہو۔ عیسائی ہو۔ حرامزادہ ہے۔ اور شیطان کی اولاد ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہو۔ کہ جب ایک غیر شیعہ خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو یا سکھ اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے۔ تو شیطان اس کی شکل بنا کر اس کی بیوی سے جماع کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس طرح جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ شیطان کی اولاد ہوتی ہے۔ تو پھر حکومت کے پاس کوئی وجہ نہیں رہتی۔ کہ قاضی صاحب کی کتاب کو ضبط کرے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ فقرہ جو بالعموم گالیاں دینے والے پیش کیا کرتے ہیں۔ اشتعال پیدا کرنے والا ہے تو یہ فقرہ جو سارے سنیوں بلکہ سب غیر مذاہب والوں کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ کیا اشتعال پیدا نہیں کرتا۔ پھر

گورنمنٹ کیوں فرق کرتی ہے

ایک فریق کی کتاب کو ضبط کرتی۔ اور دوسرے فریق کی کتاب کو ضبط نہیں کرتی۔ گورنمنٹ کو چاہیئے تھا۔ کہ نہ اس میں فرق کرتی اور نہ اُس میں۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ قاضی صاحب کی جو کتاب حکومت نے ضبط کی ہے۔ وہ اتفاقاً ضبط ہونے سے چند دن پہلے میں نے منگا کر دیکھی تھی۔ کیونکہ اس کے متعلق اطلاع پہنچی تھی۔ کہ ایک علاقہ میں وہ بہت مؤثر ثابت ہو رہی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی ذاتی رائے کوئی نہیں لکھی۔ صرف شیعوں کی کتابوں کے حوالجات درج کر دیئے ہیں۔ لیکن حکومت کے نزدیک محض حوالے درج کرنا بھی قابلِ اعتراض ہو گیا۔ اور اس نے اسے ضبط کر لیا۔ حالانکہ ہم دونوں صورتوں کو منظور کر لینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اسے بھی منظور کر لینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ایسی تحریرات جن میں پہلوں کے حوالجات درج کئے گئے ہوں۔ اور کسی قوم کے لئے دل آزار ہوں۔ اگر انہیں بعد میں کوئی دل آزاری کے طور پر شائع کرے۔ تو انہیں ضبط کر لیا جائے۔ اس صورت میں بے شک قاضی صاحب کی تحریر ضبط کر دو۔ مگر ان لوگوں کی تحریریں بھی ضبط کی جائیں۔ جن میں بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ دوہرایا جاتا۔ اور لوگوں کو اشتعال دلایا جاتا ہے۔ پھر ہم اس صورت کو بھی منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ اگر حوالہ درست ہو۔ تو کتاب ضبط نہ کی جائے۔ اور نہ مصنف کو سزا دی جائے۔ اس صورت میں

ہمارا مطالبہ

ہو گا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ مخالف نقل کریں۔ تو ہمیں بھی اجازت ہو۔ کہ ہم دوسروں کی کتابوں سے حوالے پیش کریں اور اس صورت میں ہم پر کوئی گرفت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ کہ کسی منصف مزاج کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ ان میں بے انصافی پائی جاتی ہے۔ ہم ان دونوں صورتوں کو پیش کرتے ہوئے گورنمنٹ پر یہ چھوڑتا چاہتے ہیں۔ کہ وہ جو چاہے کرے۔ چاہے تو وہ دونوں کی کتابوں کو ضبط کرے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اور چاہے تو دونوں کو کھلا چھوڑ دے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ مگر ایک قوم حوالہ نقل کرے۔ تو اسے سزا دینا۔ اور دوسری قوم وہی کام کرے تو اسے کچھ نہ کہنا ہرگز انصاف نہیں کہلا سکتا تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہماری صدر انجمن کے افسروں نے گورنمنٹ کو

ایک پمفلٹ کے متعلق

جو ہمارے خلاف شائع ہوا تھا چٹھی لکھی۔ اور اسے توجہ دلائی۔ تو گورنمنٹ نے لکھا۔ ہم نے اس ٹریکٹ کو ضبط کر لیا ہے۔ مگر احمدیوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اشتعال انگیز تحریریں شائع نہ کیا کریں یہ جواب پہنچنے پر ایک ناظر نے حکومت کو لکھا کہ ہم حکومت کے ممنون ہوں گے۔ اگر وہ بتائے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کونسی اشتعال انگیز تحریریں شائع کی گئی ہیں۔ اور اگر حکومت ثابت کر دے۔ تو ہم خود اس احمدی کو سزا دینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ

سکھوں کے خلاف

ایک احمدی نے ایک کتاب لکھی تھی جس کے بعض حصے ایسے تھے۔ جو سکھوں کے لئے اشتعال انگیز تھے۔ اسے ہمارے خلیفۃ المسیح نے ضبط کر لیا۔ اور پنجاب کونسل میں خود حکومت کی طرف سے اس رواداری کی تعریف کی گئی۔ پس ہم نے کبھی پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں منافرت پھیلانے والی تحریریں شائع کی جائیں اس لئے گورنمنٹ نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ احمدی بھی اشتعال انگیز تحریریں شائع نہ کیا کریں۔ وہ بتائے۔ کہ کس احمدی نے اشتعال انگیز تحریر لکھی۔ مگر باوجود اس کے کہ دو دفعہ حکومت کے سامنے یہ بات دوہرائی گئی۔

حکومت نے کوئی جواب ابتک نہیں دیا۔

ہاں ایک دفعہ جب زبانی اس طرف توجہ دلائی گئی۔ تو ایک ذمہ وار افسر نے کہا۔ کہ اس طرح بار بار حکومت کو مخاطب کرنا خواہ مخواہ دق کرنے کے مترادف ہے۔ ہم اب بھی کہتے ہیں کہ اصولاً ہم کسی کا دل دکھانے کو جائز نہیں سمجھتے۔ مگر ہمارا حق ہے۔ کہ ہم یہ مطالبہ کریں۔ کہ قانون ہر قوم کے لئے ایک ہی ہونا چاہیئے اگر حکومت سب کو ایسی تحریرات سے روکے۔ تو ہم اس حد تک حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ہماری جماعت میں سے جو ایسا جرم کرے۔ اسے علاوہ حکومت کی سزا کے ہم اپنی طرف سے سزا دیں گے۔ جو حکومت کی سزا سے بھی سخت ہو گی۔ لیکن اگر گورنمنٹ اس کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ

سب کے لئے یکساں قانون بنائے

ہمیں شکوہ ہے تو یہ کہ قانون کے دو معنی کئے جاتے ہیں۔ ایک وہ معنے جو ہتھوڑوں کے لئے ہیں۔ اور ایک وہ معنی جو ہتھنوں کے لئے ہیں اگر سب کے لئے ایک قانون کر دیا جائے۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو۔ چاہے دونوں کو اجازت دے دی جائے۔ کہ وہ گذشتہ لوگوں کے حوالے نقل کرتے چلے جائیں۔ اور چاہے۔ دونوں کو منع کر دیا جائے۔ قاضی صاحب کی اگر ایک کتاب ضبط کی جاتی ہے۔ تو پھر وہ سارے اشتہارات۔ ساری کتب اور سارے رسائل ضبط ہونے چاہئیں۔ جن میں یہ درج ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نہ ماننے والوں کو حرامزادہ کہا۔ اور اگر قاضی صاحب کی کتاب کو ضبط کر کے گورنمنٹ نے غلطی کی ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ

اپنی غلطی کا اقرار

کرے۔ اور ضبطی کے حکم کو واپس لے۔

غرض ایک تو یہ کام نیشنل لیگ کے سامنے ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی ہتک کا ازالہ کرائے۔ اور جائز ذرائع سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسی طرح احترام حکومت اور رعایا سے کرائے۔ جس طرح وہ

باقی اقوام کے بزرگوں کا احترام

کرتی ہے۔ وہ قانون جو سکھوں کے بزرگوں کے متعلق ہے۔ وہ قانون جو ہندوؤں کے بزرگوں کے متعلق ہے۔ وہ قانون جو عیسائیوں کے بزرگوں کے متعلق ہے۔ ہم اسی قانون کو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ اور ویسا ہی احترام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کرانا چاہتے ہیں۔ ہم ایک رتی بھر بھی اس سے

زیادہ حق

نہیں مانگتے۔ جتنا حق اس نے سکھوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے بزرگوں کو دے رکھا ہے مگر ہم ایک رتی بھر اس سے کم بھی منظور نہیں کر سکتے۔ اور اگر

اس مقصد کے لئے

ہزار نہیں بیس ہزار احمدیوں کو اپنی جانیں دینی پڑیں۔ تو ہر احمدی کو اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص اس

ہتک کو برداشت

کرے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس سے کم درجہ پر راضی ہو جائے گا۔ جو درجہ قانون نے دوسرے بزرگوں کو دیا ہے۔ خواہ اس کے لئے سو سال ہی کیوں کوشش نہ کرنی پڑے۔ تو وہ

انتہاء درجہ کا بے غیرت انسان

ہو گا۔ اور اس کی قبر پر احمدیت کی وجہ سے برکتیں نازل نہیں ہوں گی۔ بلکہ ابد تک بجائے رحمت کے اس کی

قبر پر لعنتیں

نازل ہونگی:۔

پس یہ ایک اہم سوال ہے۔ جو اس وقت پیدا ہے۔ ہم نے دونوں باتیں گورنمنٹ کے سامنے کھلے طور پر رکھ دی ہیں۔ یا تو وُہ ساری جماعتوں کو روک دے۔ اور ہر ایک سے کہدے۔ کہ

صحیح حوالے

بھی جو اشتعال پیدا کرتے ہوں۔ استعمال کرنے درست نہ ہونگے۔ اور جو اس حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اسے سزا دے۔ اور یا پھر سب کو اجازت دے۔ کہ وُہ دوسروں کی کتب سے جو صحیح حوالے بھی پیش کرنا چاہیں۔ پیش کریں۔ انہیں کوئی سزا نہ دی جائے اگر حکومت ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کرے۔ تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ گو میں امید رکھتا ہوں کہ باوجود اس اجازت کے کہ ہر فریق دوسرے فریق کے متعلق جو جی چاہے۔ لکھ سکتا ہے پھر بھی دوسروں کی نسبت ہماری جماعت اپنی

تحریروں اور تقریروں میں بہت زیادہ احتیاط

برتے گی۔ مگر اس فرق بازی کے باوجود ہمیں حکومت پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ جیسے کیپٹن ڈگلس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ کہ فلاں فلاں عیسائیوں نے چونکہ آپ پر جھوٹا مقدمہ دائر کیا ہے۔ اس لئے آپ کو اجازت ہے۔ کہ ان

عیسائیوں پر مقدمہ

دائر کر دیں۔ یہ سُنکر ہمارا دل خوش ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اگر ڈگلس صاحب بجائے یہ کہنے کے یہ کہتے کہ یہ چونکہ عیسائی ہیں۔ اور حکومت کو ان کا پاس ہے۔ اس لئے آپ ان پر مقدمہ نہیں چلا سکتے۔ تو ہمیں ہمیشہ ڈگلس صاحب پر شکوہ رہتا:۔

اسی طرح گورنمنٹ اگر دونوں فریق کو آزاد کر دے تو ہمیں کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔ گو

سَو میں سے ننانوے کا جواب

ہم پھر بھی نہیں دیں گے:۔

پس ایک بات تو یہ ہے۔ جسے نیشنل لیگ والوں کو اپنے پروگرام میں شامل کرنا چاہیئے۔ اس کا

طریق عمل

یہ ہو سکتا ہے۔ کہ نیشنل لیگ گورنمنٹ کے سامنے یہ بات کھُلے طور پر رکھ دے۔ کہ وُہ دونوں فریق سے مساوی سلوک کرے ورنہ جیسے وُہ حوالجات پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ان کی کتابوں سے حوالے پیش کریں گے۔ اپنی طرف سے نہیں۔ کیونکہ اپنی طرف سے حوالہ بنا کر دوسرے کی طرف منسوب کرنا

لعنتیوں کا کام

ہے۔ بلکہ انہی کی مسلمہ کتب سے۔ اور اگر اس کے نتیجہ میں فساد پیدا ہو۔ تو اس کی ذمہ داری احمدیوں پر نہیں۔ بلکہ حکومت پر ہوگی جس نے

دونوں جماعتوں میں فرق

کیا۔ یا اور جائز ذرائع سے جو بھی قانون کی حد کے اندر ہوں۔ وُہ کام لے:۔

دوسری بات جس کی طرف لیگ کو توجہ کرنی چاہیئے۔ وُہ

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ

ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ وُہ کہیں عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔ پس سب سے پہلے جماعت کو عدالتی چارہ جوئی ہی کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ جس جس امر کے متعلق قانون نے ہمارے لئے رستہ کھولا ہوا ہو۔ ان امور کے متعلق ہمیں اپنے قلم یا اپنی زبان کو اس وقت تک استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک قانونی ذرائع ہمارے لئے بند نہ ہو جائیں

تیسرا امر جو نیشنل لیگ کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ یہ ہے۔ کہ ایسے افسر اس ضلع میں بھی ہیں۔ اور باہر بھی۔ جنہوں نے

سلسلہ کی متواتر ہتک

کی ہے۔ اور سلسلہ کے تمام حقوق کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔ صدر انجمن نے متواتر حکومت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وُہ ان افسروں کو سزا دے مگر حکومت نے ہمیشہ بے توجہی سے کام لیا ہے نیشنل لیگ کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وُہ ایسے جائز ذرائع سے کام لے کہ جو

قانون اور شریعت کی حدود کے اندر

ہوں۔ دو باتوں میں سے ایک نہ ایک بات کرے۔ یا تو حکومت کو مجبور کرے۔ کہ وہ ایسے افسروں کو سزا دے۔ یا ایسے طریق اختیار کرے کہ یہ معاملہ بالکل کھل جائے۔ کہ حکومت اپنے

افسروں کی رعائت

کر رہی۔ اور احمدیوں کی حق تلفی کر رہی ہے دونوں امور میں سے ایک امر ضرور نیشنل لیگ اختیار کرے۔ یا تو قانون کے مطابق ان افسروں کو حکومت سے سزا دلوانے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جیسے وُہ حکام ہمارے مجرم ہیں۔ اسی طرح حکومت کے بھی مجرم ہیں۔ حکومت افسروں کو اس لئے مقرر کیا کرتی ہے۔ کہ وُہ

مظلوم کی مدد

کریں۔ مگر جب وُہ ظالم کی مدد کر رہے ہوں تو وُہ حکومت کے بھی ویسے ہی مجرم ہیں جیسا کہ لوگوں کے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ حکومت ان کو سزا نہ دے۔ لیکن اگر وُہ سزا نہ دے۔ تو ایسا طریق اختیار کرو۔ جو دُنیا پر ثابت کر دے۔ کہ تم حق پر تھے۔ مگر حکومت نے تمہارا حق ادا نہیں کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ مختلف امور کے متعلق

عدالتوں میں مقدمات

لے جاؤ۔ اور ہائی کورٹ اور پریوی کونسل تک ان مقدمات کو چلاؤ۔ یہاں تک کہ یہ امر ثابت ہو جائے۔ کہ حکومت پنجاب نے بعض غیر منصف حکام کے متعلق

ناجائز طرفداری کا طریق

اختیار کیا ہے۔

پس ایک تو وُہ گالیاں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جاتی ہیں۔ ان کا ازالہ کرایا جائے دوسرے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کا ازالہ کرایا جائے۔ اور تیسرے ان افسروں کے معاملہ پر توجہ کی جائے جنہوں نے سلسلہ کی شدید ہتک کی ہے۔ ان تین معاملات میں نیشنل لیگ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے متعلق تو میں نے بتایا ہے۔ کہ اس کے لئے قانونی رستہ کھلا ہے۔ ہمیں حکومت سے شکوہ ان باتوں میں ہے۔ جن میں گورنمنٹ کچھ کر سکتی ہے۔ مگر وُہ کرتی نہیں۔ یا تو گورنمنٹ یہ قانون بنا دے۔ کہ جس مذہب کے پیشوا کی ہتک کی جائے۔ اس کے پیرو دوسرے پر خود مقدمہ دائر کر دیں۔ اور اگر یہ قانون بن جائے ہمیں گورنمنٹ پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ ہم خود لوگوں پر مقدمات کرتے رہیں۔ لیکن گورنمنٹ ایسے امور میں لوگوں کو مقدمہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ کہ حکومت پر زور دیں۔ کہ وُہ خود انصاف سے کام لے

میں نے ان دنوں جب یہ قانون تبدیل ہونے والا تھا۔ شملہ میں بڑی کوشش کی۔ کہ قانون اس رنگ کا بنے۔ کہ

تمام اقوام کے بزرگوں کی عزت

محفوظ ہو جائے۔ مجھے یہی خطرہ نظر آتا تھا کہ جب کسی قوم کے بزرگ کی ہتک کی گئی۔ گورنمنٹ نے سیاسی مصالح کو دیکھنا ہے۔ اور قلیل التعداد جماعتوں کی ہتک کرنے والے پر مقدمہ نہیں کرنا۔ یا بہت کم کرنا ہے۔ اور اس طرح فساد بڑھے گا۔ گورنمنٹ یہ دیکھے گی۔ کہ

رعایا کی اکثریت

پر اس کا کیا اثر ہوا ہے۔ یا یہ کہ کوئی طبقہ فساد پر آمادہ ہے یا نہیں۔ اگر فساد پر آمادہ ہوئے۔ تو مقدمہ دائر کر دیا۔ نہیں تو توجہ نہ کی۔ میں نے یہ معاملہ اس زور سے پیش کیا۔ کہ

مسٹر کیلکار

نے اس قانون کے متعلق اسمبلی میں کھڑے ہو کر میرا حوالہ دیا۔ اور کہا۔ ہز ہولی نس مرزا بشیر الدین نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ یہ قانون ناقص ہے۔ اور اسے بدلنا چاہیئے۔ اور یہ بات انہوں نے اتنی دفعہ دہرائی۔ کہ مسٹر پٹیل جو اس وقت

اسمبلی کے صدر

تھے۔ وُہ کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ میں آنریبل ممبر کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ اسمبلی گورنمنٹ کی ہے۔ ہز ہولی نس کی نہیں۔ اس پر قہقہہ پڑا۔ اب وُہ قہقہے لگانے والے ممبر دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ اگر ہر قوم کو اجازت ہوتی۔ کہ جب اس کے بزرگ کی کوئی ہتک کرے۔ تو وُہ اس پر نالش کر دے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ قانون یہ بنایا گیا۔ کہ جب کسی قوم کے بزرگ کی ہتک کی جائے۔ تو

ہتک کرنے والے پر نالش

گورنمنٹ کرے گی۔ اس قوم کے افراد نہیں کر سکتے اب گورنمنٹ پر کسی بزرگ کا وُہ اثر کہاں ہو سکتا ہے۔ جو اس بزرگ کو ماننے والے پر ہوتا ہے۔ کہ وُہ نالش کرتی پھرے۔ گورنمنٹ تو یہ دیکھتی ہے۔ کہ جن کا دل دکھا ہے۔ وُہ کتنی تعداد میں ہیں۔ اور آیا وُہ بے قابو ہو کر

قانون توڑنے کے لئے تیار

ہیں یا نہیں۔ اگر دیکھے کہ ان کی اکثریت ہے اور توجہ نہ کی۔ تو فساد کا خطرہ ہے۔ تو پھر وہ توجہ کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ دیکھے۔ کہ تھوڑے سے لوگ ہیں۔ جو رو دھو کر آپ ہی خاموش ہو جائیں گے۔ تو سمجھتی ہے۔ اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ

اقلیت کی حمایت

کر کے اکثریت کو اپنا مخالف بنا لیا جائے نیشنل لیگ کا فرض ہے۔ کہ وہ آئینی ذرائع سے کام لیکر اس امر کی جدوجہد کرے۔ کہ یا تو گورنمنٹ اس قانون کو تبدیل کر دے۔ یا پھر ہمارے سلسلہ یا بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو ہتک کرے۔ اس کا جواب ہم بھی اسی رنگ میں دیں گے۔ جس رنگ میں کہ ہمارے دشمن ہمارے خلاف لکھتے یا تقریریں کرتے ہیں۔

یہ کام ہیں۔ جو میں نیشنل لیگ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ذرائع کے متعلق میں نے تاکید کی تھی۔ کہ قانون اور شریعت کے اندر ہوں۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ تاکید کوئی

معمولی تاکید

ہے۔ یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ کہ شریعت کی پابندی اور قانون وقت کی اطاعت ہمیشہ ملحوظ رکھی جائے۔ مگر یہ بات دوستوں کو سمجھ لینی چاہیئے کہ قانون شکنی کے وہ معنے نہیں۔ جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ درحقیقت

قانون کے دو حصے

ہوتے ہیں۔ ایک قانون ساری شقوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اور ایک قانون مجمل ہوتا ہے۔ اسکی تشریح لوگوں پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک قانون تو یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کہتی ہے۔ قتل مت کرو۔ یا چوری نہ کرو۔ یہ واضح بات ہے۔ جیسی کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں گورنمنٹ خود فرق کرتی ہے۔ اور ان کے متعلق

ججوں میں اختلاف

بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ کہدیتی ہے۔ کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کی مذہبی دل آزاری نہ کرے ہاں ایک دوسرے کا رد کرنے کا ہر ایک کو اختیار ہے۔ جو دلآزاری کریگا۔ ہم اسے پکڑ لیں گے۔ گویا ایک ہی فعل کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں ایک حصہ جائز ہے اور ایک حصہ ناجائز۔ درمیان میں کوئی

حد فاصل

ایسی نہیں۔ کہ جس کا ہر شخص کو قطعی طور پر علم ہو سکے بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک شخص جوش کی حالت میں درمیانی لکیر کو پھاند جائے۔ اور اسے محسوس تک نہ ہو۔ اور وہ یہی یقین کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ جائز طور پر کر رہا ہوں۔ ایسی حالت میں اس کا فعل قانون کے خلاف تو ہو جاتا ہے مگر قانون شکنی نہیں کہلا سکتا۔ وہ

سزا کا مستحق

بھی ہو جاتا ہے۔ مگر قانون شکن نہیں کہلاتا۔ شریعت میں بھی اسکی مثال موجود ہے۔ مثلاً روزوں کے ایام میں پو پھٹتے وقت اگر کوئی شخص کھانا کھائے۔ اور اسے یہ خیال ہو کہ ابھی پو نہیں پھٹی۔ تو اس کا روزہ ہو جائیگا۔ لیکن اگر شام سے ذرا بھی پہلے وہ روزہ افطار کرے۔ تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں۔ کہ پو ایسے طور پر پھٹتی ہے۔ کہ اس کے ابتدائی وقت اور اس سے پہلے کے رات کے حصہ کے آخری وقت میں کوئی قطعی فرق بتایا نہیں جا سکتا۔ اور یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ کہ فلاں لمحہ یا فلاں سیکنڈ سے پو پھٹی ہے۔ لیکن

سورج کا ڈوبنا

ایک ایسا امر ہے۔ کہ اس کے بارہ میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس شام کے وقت اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ کھول لے حتیٰ کہ بادل چھا جانے کی وجہ سے ہی کھول لے۔ تب بھی اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا۔ لیکن اگر صبح پو پھٹ آتی ہے۔ اور وہ دیانتداری سے سمجھتا ہے۔ کہ ابھی پو نہیں پھٹی۔ تو اس کا روزہ ہو جاتا ہے۔ تو جس قانون کے دو حصے ہوں۔ اور ایک حصہ

انسانی اجتہاد کے ساتھ تعلق

رکھتا ہو۔ ان میں سے اجتہاد والے حصہ کی خلاف ورزی کرنے والا قانون شکن نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً جو چوری کرے گا۔ اسے قانون بالکل اور نگاہ سے دیکھیگا۔ لیکن وہ جو کسی کی ہتک کرتا ہے۔ اسے قانون اور نظر سے دیکھیگا۔ اور زیادہ واضح ثبوت ہتک کا چاہیگا یا مثلاً اسی امر کو لے لو۔ اگر گورنمنٹ قوم کے بزرگوں کے احترام کے متعلق اپنے قانون کو نہ بدلے۔ یا دونوں فریق کو گرفت نہ کرے۔ تو پھر ہمارے دوست اگر ایسے حوالے شائع کریں۔ جو غیر اقوام

نے اپنے مخالفوں کی نسبت لکھے ہیں۔ اور گورنمنٹ انہیں گرفتار کرنے لگے۔ تو یہ ہرگز قانون شکنی نہیں کہلائے گی۔ بلکہ

قانون کے معنوں کی تعیین

کے لئے جدوجہد کہلائے گی۔ جسے انگریزی میں ٹسٹ کیس کہتے ہیں۔ اسی صورت میں ایک آزاد جج کے ذریعہ سے

مختلف فیہا مسئلہ کا فیصلہ

چاہا جائے گا۔ اور یقیناً موجودہ حالات کی صورت سے ہائی کورٹ یا پریوی کونسل کے سامنے لائے جائیں تو ججوں کو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ

احمدیوں سے بے انصافی

ہو رہی ہے۔ ایک فریق سے ڈھیل برتی جاتی ہے۔ اور دوسرے کی کتابوں کو ضبط کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اور جو قانون دان لوگ ہیں۔ ان کے نزدیک بھی یہ کوشش ہرگز قانون شکنی نہیں کہلاتی۔ بلکہ

قانون کے نفاذ کے لئے جدوجہد

کہلاتی ہے۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ اگر تم اپنے دشمنوں کو انہی کے پیمانہ میں ناپ کر دوگے اور حکومت تم کو پکڑیگی۔ تو خود بخود مقدمات عدالتوں میں جائیں گے۔ اور آخر ہائی کورٹ کے ججوں کے سامنے سب حقائق آجائیں گے اور بار بار ہائی کورٹ کے پاس جانے کے بعد آخر حقیقت ججوں پر اس طرح کھل جائیگی۔ کہ وہ اس طرف

حکومت کو توجہ دلانے پر مجبور

ہو جائیں گے۔ کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کہ ایک ہی قسم کا فعل احرار کرتے ہیں۔ تو چپ ہو رہتے ہو اور احمدی کرتے ہیں۔ تو انہیں پکڑتے ہو۔ غرض اس طرح

ہائی کورٹ کے ججوں کے فیصلے

تم اپنے حق میں حاصل کر سکتے ہو۔ ہاں بلا وجہ قوموں کا دل نہ دکھاؤ۔ صرف ان کے متعلق اس قسم کے حوالجات پیش کرو۔ جو تم پر حملہ کریں۔ اگر یہودیوں نے حملہ نہیں کیا۔ تو یہودیوں کی کتابوں کے حوالے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر عیسائیوں نے حملہ نہیں کیا۔ تو ان کی کتابوں کے عیوب مت نکالو۔ جنہوں نے تم پر حملہ کیا ہے۔ ان کے عیوب نکالو۔ اور اگر گورنمنٹ اسکی وجہ سے تمہیں ہتھکڑیاں بھی لگا لیتی ہے تو اسکی پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ ہائی کورٹ میں جا کر تم ہی بری ثابت ہو گے۔ اور حکومت مجرم ثابت ہوگی۔

جس نے امتیاز سے کام لیا۔ اور چاہیئے۔ کہ تم حکومت سے مطالبہ کرتے رہو۔ کہ یا تو وہ ان کی کتابوں کو بھی ضبط کرے۔ یا گورنمنٹ دونوں کو کھلا چھوڑ دے۔ کہ وہ جو جی چاہے لکھیں۔ اسی طرح اور کئی ذرائع ہیں۔ جن سے تم قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے حق کو حاصل کر سکتے ہو۔ دیکھو حکومت انگریزی کی بنیاد رکھنے والوں نے کتنی دانائی سے کام لیا۔ کہ محکمہ قضا کو آزاد رکھا۔ اسلام نے بھی

قضا کو دیگر محکموں سے الگ

رکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ کہ ان کا ایک مقدمہ ایک اسلامی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا۔ تو مجسٹریٹ نے حضرت علیؓ کا کچھ لحاظ کیا۔ آپ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے۔ جو تم نے کی۔ میں اور یہ اس وقت برابر ہیں۔ تو عدالتوں کو جو آزاد رکھا گیا ہے۔ وہ اسی لئے کہ تا وہ بغیر جانبداری سے فیصلہ کر سکیں۔ اس لئے یاد رکھو۔ جس بات کا فیصلہ خود گورنمنٹ نہیں کرتی۔ اس کے متعلق ایسی صورت حالات پیدا کرو۔ کہ قضا سے تمہیں تمہارا حق مل جائے۔ یہاں ہی جب دھینگا مشتی سے

دفعہ ۱۴۴

نافذ کی گئی۔ اور ہائی کورٹ میں اسکی اپیل ہوئی۔ تو باوجود اس کے کہ ہمیں پنجاب گورنمنٹ کے بعض حکام کی شکایت تھی۔ پھر بھی ہمیں اپنا حق مل گیا۔ پس اپنے جھگڑوں کو اس طریق سے حل کرنے کی کوشش کرو۔ جو قانون نے بتایا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ سیاسیات میں بھی کبھی کوئی ایسا کام مت کرو۔ جس سے

سلسلہ کی عظمت کو بٹہ

لگے۔ تم پر کتنی ہی مصیبتیں آئیں تمہیں کتنا ہی دکھ اور تکلیف میں رہنا پڑے۔ اسے برداشت کرو۔ کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ سلسلہ پر کوئی

اخلاقی یا قانونی الزام

عائد ہو۔ اب خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے ایک اچھا موقع پیدا کر دیا ہے۔ جس سے تم اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہو۔ ایک دو باتیں میں نے بتا دی ہیں۔ اور بیسیوں اور باتیں ہیں۔ جو نکالی جا سکتی ہیں جب تمہارے لئے ایک رستہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کئی رستے کھولے ہوئے ہیں۔ تو تمہیں کیا ضرورت ہے۔ کہ تم وہ طریق اختیار کرو۔ جس سے جماعت کی بدنامی ہو۔ تم

آئین کے اندر رہ کر کام کرو

اور یقیناً یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم خدا تعالیٰ کے دین کے جلال کے لئے کھڑے ہو اور وہ تمہیں ضائع کر دے۔ تم گذشتہ دنوں کے اللہ تعالیٰ کے وہ نشانات دیکھ لو۔ جو اس نے تمہاری تائید کے لئے ظاہر کئے کس طرح اس نے حیرت انگیز طور پر تمہاری مدد کی۔ اور کس طرح اس نے تمہارے

دشمنوں کو نیچا دکھایا

یہ نشان ایک ہی دفعہ ظاہر نہیں ہو چکا بلکہ اب بار بار ظاہر ہوگا۔ اور پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں کہ تم کو بھی دکھ دیا جائے گا اور بار بار دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو لوگ کمزور یا منافق ہیں انہیں ہم سے الگ ہونا پڑے گا لیکن باوجود اس کے یہ ایک حقیقت ہے کہ دشمن کے ہر قدم کے بعد

دوسرا قدم خدا تعالیٰ کی نصرت

کا ہوگا۔ اور پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ تمہاری تائید کے لئے وہ اپنے نشانات ظاہر کرے گا۔

میرا ہمیشہ سے تجربہ ہے کہ جب کبھی رات کو سوتے وقت میری زبان پر

الہامی طور پر دعائیں

جاری ہوں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کا کوئی فضل نازل ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ رات کو گو میں سویا ہوا ہوتا ہوں۔ مگر میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہا ہوتا ہوں۔ اور جب آنکھ کھلتی ہے میں معلوم کرتا ہوں۔ کہ میں نہایت

سوز و گداز سے دعا

کر رہا تھا۔ گویا وہ دعا الہامی ہوتی ہے اور بہ حالت خواب بھی جاری رہتی ہے۔ اسی طرح آج میں نے دیکھا۔ ساری رات بار بار میری آنکھ کھلتی رہی اور جب بھی میں جاگا میں نے دیکھا کہ میں

احراری فتنہ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعائیں

کر رہا ہوں۔ پس یقیناً خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ ایسے نشانات سے تائید کریگا جو پہلے نشانات کو مات کر دیں گے۔ لیکن جب تک تم چکی کے دو پاٹوں میں سے سلامت نہ نکل جاؤ۔

آخری کامیابی

نہیں آ سکتی۔ خدا تعالیٰ کے بندے ہمیشہ چکی کے پاٹوں میں سے گذرا کرتے ہیں۔ جو ابو جہل کا بروز ہوتا ہے۔ وہ چکی کے پاٹوں میں آ کر پس جاتا ہے۔ مگر جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل متبع ہوتا ہے۔ وہ سلامتی کے ساتھ ان پاٹوں میں سے گذر جاتا ہے پس یہ یقین رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آرام اور سکون عطا کرے گا۔ تم پر فضلوں کی بارشیں برسائی جائیں گی۔ اور تمہیں دنیا میں غلبہ و اقتدار عطا کیا جائے گا۔ مگر

ابتلا پر ابتلا آئیں گے

آزمائش پر آزمائش ہوگی۔ جب تک تم چکی کے دو پاٹوں میں بہ ظاہر پیس نہ دئے جاؤ۔ اور جب تک دشمن یہ نہ سمجھ لے کہ اب تم کچل دئے گئے۔ اس وقت تک تم

حقیقی اور ابدی زندگی

حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں جب چکی کے پاٹوں میں سے نکلو گے۔ تو دشمن حیران ہوگا اور وہ دیکھے گا۔ کہ وہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ اور اس وقت لوگوں کی توجہ تمہاری طرف پھرے گی۔ اور لوگوں کی آنکھیں کھول دی جائیں گی۔ اور وہ پکار اٹھیں گے۔ کہ

ہم نے بھی روحانی چاند دیکھ لیا

اور ہم اپنے گذشتہ انکار پر پریشان ہیں پس تم دعاؤں میں لگے رہو اور اللہ تعالیٰ سے نصرت اور تائید طلب کرو جو لوگ نیشنل لیگ میں شامل نہیں۔ وہ یہ کر سکتے ہیں کہ ممبروں کے لئے دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں سیدھا رستہ دکھائے اور ایسے طریق سمجھائے۔ جو کامیابی کی منزل تک پہنچانے والے ہوں۔ وہ ایسے طریق نہ اختیار کریں۔ جو

سلسلہ کے کاموں کو نقصان

پہنچانے والے ہوں۔ پھر جو بھی ذرائع اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے۔ تاکہ دشمن محسوس کرنے لگے کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور اس کی رحمتوں کی مورد ہے۔

نوٹس

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ مورخہ ۸/۸/۳۵ کو ۴ ڈاؤن فرنٹیئر میل کے ایک زنانہ انٹر کلاس کمرہ سے ٹرنک مقفل معمولہ ٹکڑہ ہائے نعش جو غالباً کسی ہندو عورت کی تھی۔ برآمد ہوئی تھی۔ اس نعش کے متعلق تفتیش جاری ہے۔ اور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل صاحب بہادر ریلوے پولیس پنجاب اطلاع دیتے ہیں کہ وہ نہایت مشکور ہونگے اگر وہ مستورات جنہوں نے ٹرین مذکور پر زنانہ کمرہ میں سفر کیا تھا۔ بذریعہ ڈاک دفتر ریلوے پولیس پنجاب لاہور میں اس امر کی اطلاع دیویں۔ یقیناً ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔

ہر ایک احمدی پڑھ لے

مندرجہ ذیل لاجواب کتابیں ایسی ہیں جن کی ہر ایک احمدی کو ضرورت ہے اور کوئی خواندہ احمدی اس وقت ان کتابوں سے ناواقف نہ ہے ہر ایک احمدی لائبریری میں یہ موجود ہوں۔

تبلیغ رسالت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا بہت بڑا کارنامہ جس کے ذریعہ حضور نے تمام غیر مذاہب پر صداقت اسلام اور جملہ مخالفین سلسلہ پر اپنی صداقت بذریعہ اشتہارات شائع کرکے ہر طرح سے اتمام حجت کر دی۔ ۱۸۷۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک جس قدر اشتہارات حضرت مسیح موعود نے وقتاً فوقتاً شائع کئے۔ وہ سب محفوظ کر دیے ہیں آج اگر ان کو محفوظ نہ کر دیا جاتا تو آئندہ آنے والی نسلیں اس خزانہ نایاب سے محروم رہ جاتیں۔ ۱۲ سال کی متواتر تلاش سے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ان لاجواب اور کمیاب اشتہاروں کو جمع کرکے دس جلدوں میں چھپوا دیے ہیں۔ چند جلدیں مکمل باقی ہیں۔ اس مجموعہ دس جلد کی قیمت صرف عہ سے ہے۔

تجلیات رحمانیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ شہادت مرزا و فیصلہ مرزا وغیرہ کا مکمل و مدلل جواب از قلم باطل شکن مولوی ابو العطاء جالندھری مبلغ دمشق۔ قیمت صرف چھ آنہ

بٹالوی کا انجام مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی انی مھین من اراد اھانتک کا پورا مصداق اور اس کے آغاز و انجام کا صحیح مگر بہترین نقشہ اس میں کھینچا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

مرقع ثنائی مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ اور امرتسری کا اس سے انکار و فرار اور اس کے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا حرف بحرف چربہ قابل دید قیمت ۴؍

چھوت کا بھوت زمانہ حال میں مسلمانوں کیلئے ترقی کرنے اور اپنی عزت قائم رکھنے کے ذرائع اس رسالے میں لکھے گئے ہیں چار دفعہ طبع ہو کر شائع ہوا ہے۔ قیمت صرف ۲؍

ہدایات زریں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سلسلہ کی تبلیغ کے واسطے مبلغین کے لئے جو ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ نہایت خوشخط جیبی تقطیع پر چھپوا دی ہیں۔ آجکل ہر ایک احمدی کے ذمہ تبلیغ سلسلہ کا فرض عائد کیا گیا ہے اس لئے ہر ایک احمدی کو اس کا پڑھنا اور پاس رکھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ قیمت صرف ۵؍

المشتہر:- **منیجر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

وات گج کیسری

وات گج کیسری کے استعمال سے گنٹھیا رتح یعنی ریگن انقرس لقوہ۔ فالج یعنی ادھرنگ لرزش یعنی اعضا کا پھڑکنا۔ کندھوں کا درد۔ پسلیوں کا درد۔ گردن میں درد۔ کولھوں میں درد۔ کمر درد۔ گھٹنوں میں درد۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں درد۔ کلائیوں میں درد حیض یعنی ماہواری خون کا تنگی سے آنا۔ بواسیر اور گولہ موٹاپا قطعی دور ہو جاتے ہیں درد گردہ اور جگر کی خاص دوائی ہے پیشاب کی خواہش زیادہ مگر کم مقدار میں آنا۔ سیاہ رنگت یا میلے رنگ کا گدلا پیشاب آنا۔ پیشاب میں کنکری آنا۔ گردہ یا مثانہ کی پتھری۔ یورک ایسڈ کے ہر قسم کے فساد کو دور کرتا ہے تمام زہریلی پتھریلی چیزوں سے مبرا۔ اصفی خون قبض کشا۔ ہزارہا مریضوں کی آزمودہ۔ بلا مبالغہ بے نظیر دوائی ہے۔

نقل چٹھی پادری غلام مسیح صاحب ایم اے ایڈیٹر نور افشاں لاہور مجھے تقریباً ۱۰ برس سے یورک جلر کی شکایت تھی۔ اس کے ساتھ ہی یہ خرابی بھی تھی کہ جگر میں یورک ایسڈ کی تولید شروع ہوئی۔ چھ سال لاہور میں مختلف اطباء سے علاج کراتا رہا۔ لیکن یہ بات نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر آپ کے "وات گج کیسری" نے عرصہ دو ماہ میں فائدہ کیا۔ وہ فائدہ مجھ کو عرصہ چھ سال کے معالجہ سے نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے تجربہ سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ "وات گج کیسری" دیور جگر کی بیماری کے لئے خاص کر مفید ہے اور یورک ایسڈ کے فساد کے لئے از حد مفید ہے۔

نقل چٹھی لالہ پرتاپ چند صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی سوداگر جہلم مجھے عرصہ دراز سے درد جوڑوں کی شکایت تھی جس کے علاوہ تمام بدن پر پھوڑے بھی ہو گئے تھے۔ پاؤں کی انگلیوں میں سوزش ہونے کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل تھا۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں میں سوزش ہونے کی وجہ سے مٹھیاں بند نہ ہوتی تھیں۔ مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹری علاج بہت کیا گیا۔ کئی دفعہ انجکشن کرائے۔ کئی سادھوؤں اور سنیاسیوں کے کشتہ جات استعمال کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کی دوائی "وات گج کیسری" سے مجھے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔ جو کوئی اس مرض میں مبتلا ہو۔ اس کا استعمال کرنے سے ضرور آرام پائے گا۔

نقل چٹھی جناب لفٹنٹ سردار بہادر رسالدار سورج مل صاحب آنریری مجسٹریٹ سید پور ضلع بلند شہر یو۔ پی پہلے دس تولہ وات گج کیسری منگوایا تھا۔ دوائی واقعی بڑی مجرب اور پر تاثیر ثابت ہوئی ہے۔ براہ مہربانی حسب ذیل ادویات بذریعہ وی پی بھیج کر مشکور و ممنون فرماویں۔ وات گج کیسری ایک شیشی دس تولہ۔ شدھ سلاجیت پانچ تولہ۔ مفصل حالات کیلئے فہرست ادویات مفت منگوائیں۔

ملنے کا پتہ:- **وئید بھوشن امرناتھ بی ایس سی منیجر مہاجن آیورویدک فارمیسی بازار گھلونیاں امرتسر**

نوٹ:- حاملہ عورتوں کو استعمال کرانے سے پیشتر ہم سے مشورہ لیں۔ برانچ:- گمٹی بازار۔ لاہور

اکسیر البدن کا معجزانہ اثر

بلاشبہ دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جواں مرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ نیز یہ اکسیر ملیریا بخار کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرنے کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے، ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے بمع محصول ڈاک علاوہ

جناب ملک بشیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہو گیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں، اس کی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے، آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں ہے ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں"

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال علی پور دگنگہ سے لکھتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک خاص دوست کیلئے آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کی سفارش کی تھی، انہوں نے آپ سے منگوا کر اس کا استعمال کیا، میں اس کے نتیجہ کا منتظر تھا، کل ہی ان کا خط ملا، میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اکسیر البدن اور بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں"

جناب شیخ فخر الدین صاحب ہزاری زمیندار کورائی ضلع کٹک سے لکھتے ہیں کہ "ملیریا بخار کے بعد اکسیر البدن نے بہت فائدہ دیا، لہذا ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیں"

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

الہ آباد۔ ۱۷ راگست۔ حکومت صوبجات متحدہ کا گزٹ مظہر ہے۔ کہ مسٹر ڈبلیو۔ ایچ آرچبولڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس علی گڑھ کی خدمات حکومت کشمیر میں بحیثیت انسپکٹر جنرل پولیس منتقل کرانے کی غرض سے گورنمنٹ آف انڈیا کے پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ نے لے لی ہیں۔

پیرس۔ ۱۷ راگست۔ اگرچہ توقع تھی۔ کہ سہ ملکی کانفرنس کا اجلاس تنازعہ ابی سینیا پر مزید غور و خوض کرنے کے لئے آج صبح منعقد ہوگا۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اجلاس ۱۹ راگست سے پہلے نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ بیرن الوئیسی اطالوی رکن روم سے ہدایات کا منتظر ہے۔ مسٹر ایڈن اور مسٹر لاوال نے بیان کیا۔ کہ تصفیہ کی مزید مساعی سولینی کی طرف سے کم سے کم مطالبات کا اظہار ہونے تک ناممکن ہیں۔

ایبٹ آباد۔ ۱۷ راگست۔ قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ سرحد کے حملہ آور عبدالعزیز نامی کی جسے نو سال قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی۔ اپیل آج جوڈیشنل کمشنر نے سنی۔ مسٹر محمد عالم وکیل اپیلانٹ نے جرح کرتے ہوئے کہا۔ کہ اپیلانٹ پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے۔ جوڈیشنل کمشنر نے آخری فیصلہ کے لئے اپیل کو ڈویژن برانچ کے سپرد کر دیا ہے۔

سری نگر۔ ۱۷ راگست۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہز ایکسلنسی لارڈ اور لیڈی ولنگڈن نے آئندہ ماہ میں سفر کشمیر کی تجویز کو منسوخ کر دیا ہے۔

دہلی۔ ۱۶ راگست۔ معلوم ہوا ہے۔ مولوی شفیع داؤدی اسمبلی الیکٹورل قوانین کی رو سے پانچ سال تک اسمبلی کی رکنیت کے لئے کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔ ان کی جگہ ڈاکٹر سید محمود سابق جنرل سکریٹری کانگرس کو رکنیت حاصل کرنے کے لئے آمادہ کیا جا رہا ہے۔ اغلب ہے۔ کہ وہ اسمبلی کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

شملہ۔ ۱۷ راگست۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے کل وائسرائے سے ملاقات کی۔ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے نے نواب صاحب سے کہا۔ کہ وہ ان امور کی جن سے ریاست کی صورت حالات بگڑ گئی ہے۔ وضاحت کریں۔

سری نگر۔ ۱۶ راگست۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کی یورپ سے مراجعت پر ریاستی وزارتوں میں اہم تبدیلیاں کی جائیں گی کہا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کسی غیر ریاستی شخص کو منسٹر مقرر نہیں کیا جائیگا۔

شملہ۔ ۱۶ راگست۔ مسٹر اکھل چندر دت ایم ایل اے نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں حسب ذیل ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ یہ اسمبلی گورنر جنرل باجلاس سے سفارش کرتی ہے کہ وہ لیگ آف نیشنز سے ہندوستان کی علیحدگی کے لئے فوری اقدام کریں۔ نیز تعزیرات ہند میں ترمیم کر کے سزائے موت کو منسوخ کرانے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور پولیٹیکل قیدیوں کی فوری رہائی کا حکم دیں۔

بمبئی۔ ۱۷ راگست۔ معلوم ہوا ہے۔ بمبئی لیجسلیٹو کونسل کی میعاد میں یکم جنوری ۱۹۳۷ء تک توسیع کئے جانے کی توقع ہے۔ جبکہ نئی اصلاحات کے نفاذ کا شاہی اعلان کیا جائیگا۔

امرتسر ۱۷ راگست سونا دیسی ۳۵ روپے ۵ آنہ۔ چاندی دیسی ۶۵ روپے۔ گندم حاضر ۲ روپے ۴ آنے ۳ پائی۔ نخود حاضر ایک روپیہ ۱۰ آنے ۳ پائی ہے۔

کلکتہ ۱۷ راگست۔ آج آل انڈیا جرنلسٹ کانفرنس کا اجلاس ٹاؤن ہال میں زیر صدارت مسٹر چنتامنی منعقد ہوا۔ شروع میں مسٹر سرت چندر بوس نے پریس کی نمائش کا افتتاح کیا۔ جس میں ہندوستان کے طول و عرض سے سات سو سے زیادہ جرائد موجود تھے۔

رنگون ۱۷ اگست۔ مجسٹریٹ نے ۳۰ دودھ فروشوں کو چھ چھ روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ ان کے خلاف دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرنے کا الزام تھا۔

شملہ ۱۷ راگست۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۱۱۔ ۱۲۔ اور ۱۳۔ اکتوبر کو اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۱۴۔ اور ۱۵۔ اکتوبر کو مدراس میں ہوگا۔

شیخوپورہ ۱۶ راگست۔ ضلع شیخوپورہ کا ایک گاؤں زیر آب ہے۔ اور ایک دوسرا پانی کی زد میں ہے۔ مقدم الذکر گاؤں کا نشان تک نہیں ملتا۔ لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔

واشنگٹن ۱۵۔ اگست۔ صدر صوبجات متحدہ امریکہ مسٹر روزویلٹ نے سوشل تحفظ بل پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ بل کی رو سے بے روزگاروں کو الاؤنس۔ بوڑھوں کو پنشنیں اور حاجت مندوں کو گرانٹ دی جائے گی۔

لنڈن (بذریعہ ہوائی ڈاک) افریقی نسل کے مرد اور عورتیں فرگسٹن میموریل ہال میں جمع ہوئے۔ اور حلف اٹھایا۔ کہ وہ ابی سینیا کی حفاظت کے لئے جو کچھ ان سے بن آئے گا۔ کریں گے۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو میدان جنگ میں بھی جائیں گے۔ ایک شخص نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر اٹلی ابی سینیا کو فتح کرے۔ تو ابی سینیا کو چاہیئے کہ وہ اسے اٹلی کے حوالے کرنے کی بجائے آگ لگا دے۔

برلن۔ ۱۵ راگست۔ یہودیوں۔ اور رومن کیتھولک مذہب والوں کے خلاف حکومت کی مہم کے سلسلہ میں نازیوں نے کیتھولکس کے خلاف نعرے لگائے۔

شملہ۔ ۱۷۔ اگست۔ اطلاع ملی ہے کہ پنڈیالی وادی سے دو ہزار اشخاص کے ایک لشکر نے ۱۵ راگست کو گنداب روڈ پر حملہ کیا۔ لشکر کو منتشر کرنے کی غرض سے فوجی کارروائی کی جا رہی ہے سڑک پر حملہ کرنے والوں کے خلاف ہوائی جہاز دستے کے ذریعہ بھی کارروائی کی گئی۔

کلکتہ ۱۷ راگست چٹاگانگ کا پیغام مظہر ہے۔ کہ گذشتہ سات روز کی متواتر بارش کی وجہ سے دریائے کرن میں سیلاب آگیا شہر کے شرق کی طرف پچیس میل تک پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ فصلوں کو بھاری نقصان پہنچا ہے۔

عدیس آبابا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی افواج حبشہ کی سرحد پر پہنچ گئی ہیں۔ جس سے حبشہ میں خطرے کا احساس کیا جا رہا ہے۔ مخالف فوجیں بھی آگے بڑھ آئی ہیں۔ اطالیہ والوں نے حبشہ کی چند چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اطالوی جہاز سرحد پر منڈلا رہے ہیں اور دونوں طرف سے سپاہی اس امر کے انتظار میں ہیں۔ کہ جب حکم ہو میدان جنگ میں کود پڑیں۔

حصار ۱۷ راگست۔ دربار لوہارو نے اعلان کیا ہے۔ کہ اونٹوں پر ٹیکس کے سوا باقی تمام ٹیکس منسوخ کر دئے گئے ہیں۔ ریاست مالیہ ۱۹۲۳ء کے بندوبست کے مطابق فراہم کرے گی۔

سری نگر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت کشمیر نے ایک پریس نوٹ شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ محکمہ زراعت نے ۳۴-۱۹۳۳ء میں کافی ترقی کی۔ ریاست کشمیر میں پھل دار درختوں کو ایک بیماری لگ گئی تھی۔ سال زیر تبصرہ میں ۵۵۵،۱۰۵،۳ باغات کے درختوں ۴۰۵،۶۶ نرسری کے پودوں اور ۴۰۷،۱۲،۳ پرائیویٹ باغات کے درختوں پر دوائی چھڑکی گئی

بمبئی گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں بمبئی پراونشل ڈیلیمیٹیشن کمیٹی کی سفارشات کے متعلق جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ پراونشل لیجسلیٹو اسمبلی کی سفارشات کے متعلق گورنمنٹ نے تمام اصول کو منظور کر لیا ہے۔ یونیورسٹی کے متعلق گورنمنٹ کا خیال ہے۔ کہ موجودہ فرنچائز کو قائم رکھا جانا چاہیئے۔ البتہ لیبر کے متعلق گورنمنٹ نے اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا ہے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی